© rasailojaraid.com

اسلام اور ٹریفک

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

آج سے تقریباً 15 سال پہلے جب میں پہلی بار جنوبی افریقہ گیا تھا تو کسی جدید ترقی یافتہ ملک کی طرف وہ میرا پہلا سفر تھا۔ اب تو افریقہ پرامن طور پر آزاد ہو چکا ہے۔ اور وہاں نسلی امتیاز کی پالیسی ایک قصہ پارینہ بن چکی ہے لیکن ان دنوں وہاں سفید فام ڈچ حکمرانوں کا راج تھا۔ اور نسلی امتیاز کے قوانین پوری آب وتاب پر تھے۔ چنانچہ بڑے شہروں میں مستقل رہائش کا حق صرف گوروں کو حاصل تھا دوسری نسلوں کے لوگوں کے لئے الگ الگ آبادیاں بنائی گئی تھی۔ جو ان بڑے شہروں سے کافی فاصلے پر واقع تھیں۔ جوہانسبرگ سے تقریباً تین میل دور ایک ایسی ہی خوبصورت آبادی آزادویل کے نام سے بسائی گئی تھی جو تمام تر ہندوستانی نسل کے باشندوں کے لئے مخصوص تھی۔ ہمارے میزبان چونکہ اسی آبادی میں رہتے تھے اس لئے ہمارا قیام بھی وہیں ہوا۔ یہ بڑی پرفضا بستی جو زیادہ تر رہائشی مکانات پر مشتمل تھی۔ تھوڑی آبادی کے لئے الگ وسیع رقبے پر منصوبہ بندی کے ساتھ مکانات بنائے جائیں تو ظاہر ہے کہ بستی میں کشادگی کا احساس ہوگا۔ یہی صورت حال یہاں بھی تھی کہ یہ بستی بہت خوبصورت لگتی تھی کھلی کھلی پرسکون اور حد درجہ صاف ستھری۔ یہاں کے مکینوں میں سے تقریباً ہر شخص کے پاس اپنی کار تھی لیکن سڑکوں پر ہجوم کا سوال ہی نہیں تھا۔ پیدل چلنے والے بہت کم تھے سڑک پر اکا دکا چلنے والے نظر آجاتے، اور وہ بھی زیادہ تر فٹ پاتھ پر ورنہ سڑکیں زیادہ تر سنسان رہتی تھیں۔ لیکن ان سنسان سڑکوں پر بھی ہر چھوٹے سے چھوٹے موڑ کے کنارے زمین پر ایک سیاہ لائن کھینچی ہوئی نظر آتی تھی اور بعض مقامات پر موڑ کے بغیر بھی۔ میں نے کار میں سفر کرتے ہوئے دیکھا کہ کار چلانے والا اس لائن پر پہنچ کر چند لمحوں کے لئے رکتا اور دائیں بائیں دیکھنے کے بعد آگے بڑھتا۔ میرے لئے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سڑک دور دور تک سنسان پڑی ہے اور کسی آنے جانے والے کا نشان نہیں ہے اس کے باوجود ڈرائیور خواہ کتنی ہی جلدی میں ہو، یا باتوں میں مشغول ہو اس لکیر پر پہنچ کر رکتا ضرور ہے اور اس کی گردن خود بخود دائیں بائیں اس طرح مڑ جاتی ہے جیسے کوئی خود کار مشین کسی ریموٹ کنٹرول کے ذریعے مڑ رہی ہو۔ پہلی بار یہ سمجھا کہ ڈرائیونگ کرنے والے کو کوئی شبہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے گاڑی روکی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن جب بار بار یہی منظر نظر آیا تو میں نے لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے ملک میں یہ ٹریفک کا قاعدہ ہے کہ ہر موڑ یا جہاں یہ لائن کھینچی ہوئی ہو، گاڑی کو روک کر دائیں بائیں دیکھنا ہر ڈرائیور کے ذمہ لازم ہے۔ اب ہمیں اس قاعدے پر عمل کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ کوئی موڑ دیکھ کر یا زمین پر کھینچی ہوئی یہ لکیر دیکھ کر پاؤں بے ساختہ بریک پر پہنچ جاتا اور گاڑی کے رکتے ہی گردن دائیں بائیں مڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد جتنے دن میرا وہاں قیام رہا۔ میں روزانہ یہ منظر بار بار دیکھتا رہا کوئی ایک شخص بھی مجھے ایسا نہ ملا جس نے اس قاعدے کی خلاف ورزی کی ہو حالانکہ مجھے اس پورے عرصے میں ٹریفک پولیس کا کوئی سپاہی ان سڑکوں پر نظر نہیں آیا جو لوگوں سے اس قاعدے کی پابندی کرر ہا ہو۔ نہ ہمارے ملک کی طرح کوئی اسپیڈ بریکر نظر آئے جنہیں کار بریکر کہنا زیادہ مناسب ہے۔ یہ نظارہ پہلی بار جنوبی افریقہ میں دیکھا تھا، اس لئے اچنبھا ہوا تھا کہ آنکھیں پاکستان کی آزاد اور بے مہار ٹریفک دیکھنے کی عادی تھیں بعد میں یہی منظر مشرق و مغرب کے بہت سے ترقی یافتہ ملکوں میں بھی دیکھا، یہاں تک کہ اب نگاہیں اس کی بھی عادی ہوگئیں۔

لیکن جب اپنے ملک میں ٹریفک کا حال دیکھا تو وہ نہ صرف وہی کا وہی ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ الٹی سمت میں سفر کر رہا ہے۔ تفصیل بیان کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وہ ہر شخص کے سامنے ہے۔ اس صورتحال کا سبب سرکاری انتظام کا ڈھیلا پن اور تعلیم و تربیت کا فقدان تو ہے ہی، لیکن ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم نے زندگی کے ان روزمرہ کے مسائل کو دین سے باہر چیز سمجھ رکھا ہے اور یہ بات ذہن میں بٹھا رکھی ہے کہ دین اور اسلام کا تعلق تو صرف مسجد اور مدرسے سے ہے۔ دنیوی کاروبار اور اس سلسلے کے تمام امور دین کی گرفت سے (معاذ اللہ) باہر ہیں۔

لہٰذا ٹریفک کے مسائل کا دین سے کیا واسطہ؟ اس غلط سوچ کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹریفک کے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرر ہا ہے۔ بلکہ اب تو قاعدوں کو توڑنا ایک بہادری کی علامت بن گئی ہے۔ اور اسی غلط سوچ کا نتیجہ یہ بھی ہے کہ اچھے بھلے دیندار لوگ جو نماز روزے کے پابند ہیں اور مجموعی اعتبار سے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی فکر بھی رکھتے ہیں۔ ٹریفک کے قواعد کی دھڑلے سے خلاف ورزی کرتے ہیں، اور نہ ان کے ضمیر پر کوئی بوجھ ہوتا ہے نہ اس طرز عمل کو غلط یا گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ غلط جگہ پر گاڑی کھڑا کر دینا مقررہ رفتار سے زیادہ تیز گاڑی چلانا، غلط سمت میں سفر کرنا، رکنے کی سرخ اشارے کو توڑ دینا، جہاں اوور ٹیکنگ ممنوع ہے وہاں گاڑیوں کی باقاعدہ ریس لگانا روزمرہ کا کھیل بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ یہ سارے کام صرف بے قاعدگی کے زمرے میں ہی نہیں آتے دینی اعتبار سے گناہ بھی ہیں۔ اول تو اس لئے کہ ٹریفک کے قواعد در اصل تمام انسانوں کی مصلحت کے تحت بنائے گئے ہیں اور جو قوانین عمومی مصلحت کے لئے بنائے جائیں ان کی پابندی شرعی اعتبار سے بھی واجب ہے۔ اور ان کی خلاف ورزی ناجائز۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے ذمہ دار حاکموں کی اطاعت کرو۔ اس اطاعت سے مراد یہ ہے کہ حکام عمومی مصلحتوں کے بنیاد پر جو قاعدے مقرر کریں (بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ ہوں) ان کی پابندی کی جائے، اس پابندی کا حکم اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے قواعد کی پابندی شرعاً بھی ضروری ہو جاتی ہے دوسرے جب کوئی شخص سڑک پر گاڑی چلانے کا لائسنس لیتا ہے تو وہ حکام سے زبانی تحریری یا کم از کم عملی وعدہ کرتا ہے کہ وہ سڑک پر گاڑی چلاتے وقت تمام مقررہ قواعد کی پابند کرے گا، لائسنس اس وعدے کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اگر وہ ٹریفک قواعد کو توڑتا ہے تو اس میں وعدے کے خلاف ورزی کا بھی گناہ ہے۔ تیسرے ان قواعد کو توڑنے سے عموماً کسی نہ کسی انسان کو تکلیف ضرور پہنچتی ہے، بعض اوقات تو اسی بناء پر کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے اور کسی بے گناہ کی جان چلی جاتی ہے یا اسے کوئی اور جسمانی نقصان پہنچ جاتا ہے یا اتنا تو ہوتا ہی ہے کہ اس سے دوسروں کو ذہنی تکلیف پہنچتی ہے اور یہ بات میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ کسی بھی شخص کو بلاوجہ تکلیف پہنچانا سنگین گناہ ہے کہ اس کی معافی صرف توبہ سے نہیں ہوتی، جب تک وہ شخص معاف نہ کرے۔

اسلامی فقہ کی ہر کتاب میں یہ اصول لکھا ہوا ہے کہ عام راستوں پر چلنا اور کوئی سواری چلانا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ چلنے والا دوسروں کی ''سلامتی'' کی ضمانت دے، یعنی ایسے ہر کام سے اجتناب کرے جو کسی دوسرے شخص کے لئے تکلیف یا خطرے کا باعث بن سکتا ہو، اس احتیاط کے بغیر اس سڑک کا استعمال ہی جائز نہیں ہے جو تمام باشندوں کی مشترکہ ملکیت ہے اور اگر اس بے احتیاطی کے نتیجے میں کسی شخص کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچ جائے تو اس کا سارا تاوان شرعی اعتبار سے اس شخص کے ذمے عائد ہوتا ہے جس نے بے احتیاطی کے ساتھ سڑک کو استعمال کیا۔

اب غور فرمائیے کہ اگر ایک شخص سگنل توڑ کر گاڑی آگے لے گیا، یا اس نے کسی ایسی جگہ سامنے والی گاڑی کو اوورٹیک کیا جہاں ایسا ممنوع تھا تو بظاہر تو یہ معمولی سی بے قاعدگی ہے، لیکن درحقیقت اس معمولی سی حرکت میں چار بڑے گناہ جمع ہیں۔ ایک قانون شکنی اور حاکم کے جائز حکم کی نافرمانی کا، دوسرے وعدہ خلافی کا، تیسرے کسی کو تکلیف پہنچانے کا، چوتھے سڑک کے ناجائز استعمال کا۔ پھر بعض اوقات کسی ایک شخص کی بے قاعدگی سینکڑوں انسانوں کے لئے راستہ ہی بالکل بند کر دیتی ہے۔ اس قسم کی بے قاعدگی درحقیقت ''فساد فی الارض'' کی تعریف میں آتی ہے اور سینکڑوں انسانوں کو کرب و عذاب میں مبتلا کرنے کا گناہ اس شخص پر ہے جس نے غلط سمت میں گاڑی لے جا کر اس صورت حال سے لوگوں کو دوچار کیا۔

ہمارے دین نے ہمیں یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ دوسری قوموں نے ان اصولوں پر عمل کر کے کم از کم اپنا ظاہری نظم وضبط درست کر لیا، لیکن ہم انہیں چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کر رہے ہیں اور اپنی دنیا کو بھی مشکلات اور بے چینیوں کی آماجگاہ بنا رکھا ہے بات اسی وقت بنے گی جب ہر شخص اپنی اپنی جگہ اپنے ضمیر کو بیدار کرے اور دوسروں کے طرز عمل سے بے نیاز ہو کر کم از کم خود گناہوں سے بچے اور ان زریں اسلامی اصولوں پر عمل کرنے کا آغاز کر دے۔ تبدیلی ہمیشہ افراد کے ذاتی عمل سے وجود میں آتی ہے اور پھر وہی رفتہ رفتہ قومی مزاج کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

☆☆☆

© rasailojaraid.com